فہیم اصغر
تلہ گنگ سے

سیرتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا شعور و ادراک اتباعِ صحابہ کرامؓ کے بغیر ممکن نہیں

تلہ گنگ میں جلسۂ سیرت النبیؐ سے سید محمد کفیل بخاری اور مولانا محمد اسحٰق سلیمی کا خطاب

گزشتہ دنوں مجلس احرار اسلام تلہ گنگ کے زیر اہتمام جامع مسجد سیدنا ابو بکر صدیقؓ میں سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عنوان پر ایک جلسہ عام منعقد ہوا، جس میں ماہنامہ نقیب ختم نبوت کے مدیر سید محمد کفیل بخاری اور مجلس احرار اسلام کے مرکزی رہنما حضرت مولانا محمد اسحٰق سلیمی نے خطاب کیا۔ جلسہ کے آغاز میں مقامی جماعت کے کارکن مولوی محمد ابوذر کے علاوہ جماعت کے مرکزی مبلغ اور مسجد سیدنا ابوبکر صدیقؓ کے خطیب مولانا محمد مغیرہ نے بھی اظہار خیال کیا۔

سید کفیل بخاری نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ معاشرے میں عریانی، فحاشی، بے حیائی اور اخلاق باختگی کا عروج سیرتِ مطہرہ سے انحراف کا نتیجہ ہے۔ بحیثیت مسلمان ہمیں اپنی زندگی کے تمام امور میں سیرت رسول علیہ السلام سے رہنمائی حاصل کرنی چاہیئے جبکہ ہم نے دین کو صرف عبادات تک محدود کر کے باقی معاملات میں مغرب کے کفار و مشرکین کی زندگی کو معیار سمجھ لیا۔ مجموعی طور پر ہمارا معاشرہ تباہ ہو چکا ہے۔

انہوں نے کہا کہ ہر شخص اپنے تئیں ایک مسلک گھڑ کر بیٹھ گیا ہے اور اس کا اصرار ہے کہ اسے حق تسلیم کیا جائے اور صرف اسی کا مسلک دین ہے۔ پھر حادثہ یہ ہے کہ اس بات کو اصول ٹھہرا لیا گیا ہے کہ جو بات آپ کی عقل میں نہ آئے وہ خلاف عقل ہے۔ حالانکہ یہ بات خود اہل عقل کے ہاں بھی قابلِ مذمت ہے۔
انہوں نے کہا کہ اللہ کے نبی کی سیرت تمام مسلمانوں کیلئے مشعلِ راہ ہے مگر اس سے آگاہی کیلئے صحابہ کرام کی اتباع و احترام ضروری ہے، کیونکہ صرف اور صرف وہی ہیں جو سیرتِ نبوی کے عینی شاہد ہیں اور ان کی امانت و دیانت شک و شبہ سے بالاتر ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور علیہ السلام کو جو کرتے دیکھا اور جس کا حکم ملا وہ کر دکھایا۔ اللہ ان سے راضی ہو گیا وہ اللہ سے راضی ہو گئے، مگر بعض لوگوں کی عقل میں صحابہ کرام کا مقام مشکوک ہو گیا ہے۔ چونکہ انہیں یہ بات سمجھ نہیں آتی کہ ہر صحابی راشد ہے اس لئے وہ سب پر اپنی عقل ٹھونسنا چاہتے ہیں حالانکہ قرآنِ کریم نے تمام صحابہ کرامؓ کو راشد کہا ہے۔

انہوں نے کہا کہ تاریخ اور سیرت دو مختلف عنوان ہیں۔ تاریخ بگڑ جاتی ہے یا بگاڑ دی جاتی ہے اور میرے پاس شواہد موجود ہیں خود مؤرخین نے اعتراف کیا ہے کہ ہر دور میں تاریخ بگاڑی گئی ہے۔ اس لئے تاریخ غیر معتبر ہے جبکہ سیرت معتبر ہے۔ کیونکہ سیرت کی حفاظت خود اللہ تعالیٰ نے کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مطہرہ کو محفوظ کر دیا ہے۔ عملی طور پر صحابہ کرام کی زندگیاں سیرت نبوی کا حسین نمونہ ہیں۔ اس لئے سیرت کو موہ نہیں کیا جا سکتا جبکہ تاریخ ہر دور میں مشکوک رہی ہے۔ جو لوگ تاریخ کے سہارے صحابہ کرام کے مقام و منصب کو گدلا کرنے کی مردود و ناپاک سعی میں مصروف ہیں وہ یہ

(بقیہ صفحہ ۹ پر)

ڈاکٹر لیاقت علی خاں نیازی

عہد نبویؐ کی خصوصیات اور اجتہادات

اسلامی قانون کے ارتقائی ادوار کو مورخین تاریخ فقہ نے مختلف ادوار میں تقسیم کیا ہے۔ سر عبدالرحیم نے اسے چار ادوار، ڈاکٹر صبحی نے پانچ ادوار، ڈاکٹر مصطفیٰ احمد زرقا نے سات ادوار اور مصری عالم اور مورخ محمد خضری نے چھ ادوار میں تقسیم کیا ہے۔

پہلا دور علامہ محمد خضری کی نظر میں

علامہ محمد الخضری نے تاریخ التشریع الاسلامی میں فقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں بڑی تفصیل سے بیان کیا ہے۔ قرآن حکیم آپ کی ولادت کے اکتالیسویں سال سے آپ پر بتدریج نازل ہونا شروع ہوا یہاں تک کہ ۱۰ھ میں جبکہ آپ کی عمر کا تریسٹھواں سال تھا ۹ ذی الحجہ سورہ مائدہ اکمال دین اور اتمام نعمت والی آیت نازل ہوئی۔ اسی بنا پر نزول قرآن کے ابتداء و انتہا کی کل مدت علامہ خضری کے الفاظ میں ۲۲ سال دو مہینے اور ۲۲ دن بنتی ہے۔ فقہ اسلام کا بنیادی ماخذ قرآن ہے۔ قرآن حکیم دراصل شریعت اسلامی میں دستور کی حیثیت رکھتا ہے اور قانون شرعی کا اصل سرچشمہ ہے۔ اس میں ہر حکم کو اجمالی طور پر بیان کیا گیا ہے۔ آنحضرت صلعم نے ان کی وضاحت فرمائی۔ آنحضرتؐ بطور حکم (جج) کے بھی فرائض سرانجام دیتے تھے اور مقدمات کا فیصلہ فرماتے تھے۔

قرآن مجید بطور ماخذ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر آیات احکام یعنی فقہی آیتیں اکثر ان واقعات کے جواب میں نازل ہوئی تھیں جو اسلامی سوسائٹی میں پیدا ہو جایا کرتے تھے مثلاً لوگ تم سے فتویٰ طلب کرتے ہیں کہہ دے کہ خدا تم کو کلالہ کے بارہ میں فتویٰ دیتا ہے۔ اس قسم کی اور بھی بہت سی فقہی آیتیں ہیں جو سوال کے جواب میں نازل ہوئیں۔ نزول قرآن کے دو دور ہیں۔

(۱) قبل از ہجرت (۶۲۲ سے قبل)
(۲) ہجرت کے بعد (۶۲۲ سے ۶۳۲ تک)

آیات مکی بھی ہیں اور مدنی بھی۔ مکی آیات میں وحدانیت، قیامت اور اخلاق کی باتیں ہیں جبکہ فقہی مسائل اور احکام کی تفصیل زیادہ تر مدنی آیتوں میں دی گئی ہے۔

قرآن مجید انسانی حالات کی اصلاح کے لئے نازل کیا گیا۔ قرآن حکیم نے فقہی احکام میں تین چیزوں کو اپنا بنیادی اصول قرار دیا یعنی عدم حرج، قلت تکلیف اور تدریج۔ حدیث شریف میں آیا ہے "میں سہل اور سیدھے مذہب کو لیکر مبعوث ہوا ہوں"۔ آنحضرتؐ کی ولادت سے قبل عرب معاشرے کی حالت بگڑی ہوئی تھی اور جنگل قانون کا دور دورہ تھا۔ آپ نے قرآن حکیم کی روشنی میں بتدریج جرائم (مثلاً شراب اور جوئے) سے مکمل طور پر منع فرما دیا۔ جملہ احکام قرآنیہ مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) عبادات (نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج)

(۲) بندوں کے باہمی معاملات، قوانین تحفظ دعوت اسلام یعنی جہاد، قوانین استقلال خاندان یعنی وہ احکام جو نکاح، طلاق، نسب اور وراثت سے متعلق ہیں۔ قوانین معاملات یعنی بیع اور اجارہ وغیرہ

(۳) قوانین تعزیری یعنی حدود و قصاص

حدیث کا مقام

حدیث سے مراد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام اقوال و افعال ہیں اور دوسروں کے وہ اعمال جن کو آپ نے قائم و برقرار رکھا۔ آپ شارح کلام الٰہی ہیں۔ قرآن حکیم میں ارشاد ہے

"اے رسول جو کچھ تیرے رب کی طرف سے تم پر نازل کیا گیا ہے اسے لوگوں تک پہنچا دے"

ایک اور جگہ ارشاد ہے

"اور ہم نے تیری طرف ذکر (قرآن) نازل کیا تاکہ تو لوگوں کے لئے کھول کر بیان کر دے جو ان کے لئے نازل کیا گیا ہے اور تاکہ وہ اس میں غور و فکر کریں"